OPEN ACCESS: "*EPISTEMOLOGY*"
eISSN: 2663-5828;pISSN: 2519-6480
Vol.9 Issue 10 December 2021

اسلام میں خدمت خلق کی روایات اور وسعت

TRADITIONS AND SCOPE OF SERVING THE PEOPLE IN ISLAM

Dr. Syed Bacha Agha
H.O.D/Assistant Professor, Govt. Postgraduate College, Saryab Road, Quetta.

Abstract: It is our duty to act as true representatives of Islam and behave in accordance to the Islamic tenets. We are expected to treat our fellow beings with love and honesty, to respect them and always be available to them whenever they are in need, whatever may be the kind of their need. The Holy Prophet PBUH says: The most beloved of people to Allāh are those who are most beneficial to others, and the most beloved of deeds to Allāh is happiness that you bring to a fellow Muslim, or relieve him of distress, or pay off his debt, or expel from him hunger. For me to walk with my Muslim brother in his time of need is dearer to me than secluding myself in worship within the mosque for a month. Whoever holds back his anger, Allāh will cover his faults, and whoever suppresses his fury while being able to execute it, Allāh will fill his heart with satisfaction on the Day of Standing. Whoever walks with his Muslim brother in need until he fulfills his need for him, Allāh will establish his feet firmly on the day when all feet shall slip. Indeed, bad character ruins deeds just as vinegar ruins honey..

Keywords: Serving the People, Islamic Teachings, Traditions, Scope..

''خدمتِ خلق'' کے لغوی معنی مخلوقِ خدا کی خدمت کرنا ہے۔اصطلاح شرع میں رضائے الٰہی کے حصول کے لئے جائز امور میں اللہ کی مخلوق کا تعاون کرنا خدمت خلق کہلاتا ہے۔آیات و روایات کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ خدمت خلق نہ صرف صالح سماج کی تشکیل کا اہم ترین ذریعہ ہے بلکہ محبت الٰہی کا تقاضہ، ایمان کی روح اور دنیا وآخرت کی سرخروئی کا وسیلہ بھی ہے۔قرآن مجید میں جہاں تخلیق انسانی کا مقصد عبادت کو قرار دیا گیا ہے، وہاں عبادت میں خدمت خلق بھی داخل ہے،اس لئے دیگر عبادتوں کی طرح یہاں بھی دنیوی اغراض پر نظر رکھنے کے بجائے اخروی اغراض پر ہی نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔پریشان حال لوگوں کیساتھ ہمدردی، محتاجوں، غریبوں، یتیموں اور ضرورت مندوں کی مدد، معاونت، حاجت روائی اور دلجوئی کرنا دین اسلام کا بنیادی درس اور ربّ تعالیٰ کو راضی کرنے کا نسخہ بتایا گیا ہے۔

یہی ہے عبادت یہی دین وایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

اگرچہ انسانیت کی خدمت کو ہر دین اور مذہب میں تحسین کی نظر سے دیکھا جاتا ہے لیکن دین اسلام نے خدمتِ انسانیت کو بہترین اخلاق اور عظیم عبادت قرار دیا ہے۔خدمتِ خلقِ خدا کے عام معنیٰ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کرنا ہے۔ انسان ایک سماجی مخلوق ہے،اس لئے سماج سے الگ ہٹ کر زندگی نہیں گزار سکتا۔اس کے تمام تر مشکلات کا حل سماج میں موجود ہے۔مال ودولت کی وسعتوں اور بے پناہ صلاحیتوں کے باوجود انسان ایک دوسرے کا محتاج ہے، اس لئے ایک دوسرے کی محتاجی کو دور کرنے کیلئے آپس کی تعاون، ہمدردی، خیر خواہی اور محبت کا جذبہ سماجی ضرورت بھی ہے۔صرف مالی اعانت ہی خدمت خلق نہیں بلکہ کسی کی کفالت کرنا، کسی کو تعلیم دینا، مفید مشورہ دینا، کوئی ہنر سکھانا، علمی سرپرستی کرنا، تعلیمی ورفاہی ادارہ قائم کرنا، کسی کے دکھ درد میں شریک ہونا اور ان جیسے دوسرے امور خدمت خلق کی مختلف راہیں ہیں۔قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

لَّيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيّٖنَۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِۚ وَاَقَامَ الصَّلَاةَ وَاٰتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا وَالصَّابِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ[1]۔

نیکی صرف یہی نہیں کہ آپ لوگ اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لیں بلکہ اصل نیکی تو اس شخص کی ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور (آسمانی) کتابوں پر اور پیغمبروں پر ایمان لائے، اور مال سے محبت کے باوجود اسے قرابت داروں، یتیموں، محتاجوں، مسافروں، سوال کرنے والوں، اور غلاموں کی آزادی پر خرچ کرے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور جب کوئی وعدہ کریں تو اسے پورا کرتے ہیں۔ سختی، مصیبت اور جہاد کے وقت صبر کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو یکساں صلاحیتوں اور اوصاف سے نہیں نوازا بلکہ اُن کے درمیان فرق و تفاوت رکھا ہے اور یہی فرق و تفاوت اس کائنات رنگ و بو کا حسن و جمال ہے۔ رب تعالیٰ چاہتا تو ہر ایک کو خوبصوت، مال دار، اور صحت یاب پیدا کر دیتا لیکن یہ یک رنگی تو اس کی شانِ خلاقی کے خلاف ہوتی اور جس امتحان کی خاطر انسان کو پیدا فرمایا ہے، شاید اس امتحان کا مقصد بھی فوت ہو جاتا۔ اُس علیم و حکیم رب نے جس کو بہت کچھ دیا ہے اُسکا بھی امتحان ہے اور جسے محروم رکھا ہے اس کا بھی امتحان ہے۔ رب تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ معاشرے کے ضرورت مند اور مستحق افراد کی مدد اُن کے وہ بھائی بند کریں جن کو اللہ نے اپنے فضل سے نوازا ہے تاکہ انسانوں کے درمیان باہمی الفت و محبت کے رشتے بھی استوار ہوں اور دینے والوں کو اللہ کی رضا اور گناہوں کی بخشش بھی حاصل ہو۔

اسلام چونکہ ایک صالح معاشرہ اور پر امن سماج کی تشکیل کا علمبردار ہے، اس لئے مذہب اسلام نے ان افراد کی حوصلہ افزائی کی جو خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ہو، سماج کے دوسرے ضرورت مندوں اور محتاجوں کا درد اپنے دلوں میں سمیٹے، تنگ دستوں اور تہی دستوں کے مسائل کو حل کرنے کی فکر کرے، اپنے آرام کو قربان کرکے دوسروں کی راحت رسانی میں اپنا وقت صرف کریں۔

اَلْخَلْقُ کُلُّہُمْ عِیَالُ اللّٰہِ فَأَحَبُّ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ الی عِیَالِہٖ[2]۔

ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب اللہ کے نزدیک وہ شخص ہے جو اللہ کی عیال کے ساتھ بھلائی کے ساتھ پیش آئے۔

یہ پہلا سبق تھا کتابِ ہدیٰ کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا

صحابہ کرام کا ہی یہ امتیازی وصف ہے کہ انہوں نے خود فاقے میں رہ کر دوسروں کو ترجیح دی مہمانوں کا خیالکرتے ہوئے اپنے معصوم بچوں کو تک بھوکا سلایا قرآن کریم نے صحابہ کے جذبہ ایثار کی تعریف یوں کی ہے کہ :

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔[3]

اور صحابہ ان لوگوں کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں خواہ ان کو خود فاقہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے مال خرچ کرنے کو تقویٰ وپرہیز گاری کا سبب بتایا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَاَمَّا مَن اَعطٰى وَاتَّقٰى oوَصَدَّقَ بِالحُسنٰى oفَسَنُيَسِّرُهُ لِليُسرٰى۔[4]

پھر جس نے (راہِ خدا میں اپنا) مال دیا اور (اس سے) ڈرتا رہا اور (جس نے) اچھی بات کی تصدیق کی تو ہم آسان کر دیں گے اس کے لئے آسان راہ۔

ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ''اتقٰی'' سے پہلے ''اعطٰی'' ذکر فرمایا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں مال خرچ کرنا تقویٰ وپرہیز گاری کا سبب ہے اور اس سے خیر و بھلائی اور نیکیوں کے راستے کھل جاتے ہیں اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ سخاوت کے بغیر تمام اعمال ادھورے رہ جاتے ہیں، گویا سخاوت تمام اعمال خیر کو درجہ کمال تک پہنچانے کا سبب بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہمیں اپنی سب سے قیمتی اور پیاری چیز خرچ کرنی چاہئے کہ اس سے اللہ کی رضا اور خیر و بھلائی حاصل ہوتی ہے۔چنانچہ قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے کہ :

لَن تَنَالُوا البِرَّحَتّٰى تُنفِقُوا مِمَّاتُحِبُّونَ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِه عَلِيم۔[5]

جب تک تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی سب سے پیاری چیز خرچ نہیں کروگے تو خیر و بھلائی (تقویٰ وپرہیز گاری) تم کو ہرگز نہیں پہنچ سکتے اور تم جو کچھ بھی (اللہ کی راہ میں) خرچ کروگے، اللہ اس کو جاننے والا ہے۔

صحابہ کرام نے آپ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے آپ ﷺ کی عملی تصویر دنیا کے سامنے پیش کی ہے اپنے کردار سے سماجی فلاح و بہبود اور خدمت خلق کا وہ شاندار نقشہ دنیا کے سامنے پیش کیا جس کی نظیر دنیا کا کوئی مذھب پیش نہیں کر سکتا قرآن کریم نے صحابہ کے ان اوصاف کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا :

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا۔[6]

اور وہ صحابہ اللہ کی محبت میں فقیروں یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔
شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک شعر ہے کہ:

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد
ہر کہ خود را دید او محروم شد

شیخ مصلح الدین سعدیؒ کے اس شعر میں ایک دنیا سمائی ہوئی ھے۔اس عظیم اور پر معنی شعر کا مطلب یہ ھے کہ جس انسان نے خدمت خلق کو اپنا شعار بنالیا وہ آخر کار انسانوں کی نگاہ میں عزت اور بلند مرتبہ کا حق دار ہو گیا۔ خدمت کرنے والے کو لوگ معاشرے میں بلند مرتبہ دیتے ہیں اور وہ مخدوم، مربی اور محسن کے زمرے میں آجاتا ھے۔اور جس انسان نے خود اپنے آپ کو دیکھنا شروع کر دیا، خود اپنی خدمت کرنی شروع کر دی وہ بالآخر محروم ہو گیا۔ یعنی ایک اعلیٰ وصف سے محروم ہو گیا، کردار واخلاق کے اعلیٰ جوہر سے محروم ہو گیا، محروم ہو گیا سربلندی اور سرفرازی سے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

الرَّاحمون يرحَمُهمُ الرحمنُ، ارحموا أهلَ الأرضِ، يرحمْكم مَن في السماءِ۔[7]

رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے تم اہل زمین پر رحم کرو آسمان والا (اللہ تعالیٰ) تم پر رحم کرے گا۔

حضرت ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ابغوني ضعفاءكم، فإنما ترزقون وتنصرون بضعفائكم۔[8]

مجھ کو اپنے ضعیفوں میں ڈھونڈو اس لئے کہ تم کو ضعیفوں کے سبب رزق اور مدد ملتی ہے (یعنی ان پر رحم کرنے کے سبب سے تم کو برکت اور فتح ہوتی ہے)۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دلوں کی سرشت یہ بنائی گئی ہے کہ جو ان کے ساتھ احسان کا سلوک کرے دل ان سے محبت کرتے ہیں اور جو بد سلوکی کرے اس سے نفرت کرتے ہیں"۔[9]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں بتاؤں کہ آگ کس پر حرام ہے۔ وہ حرام ہے ہر اس شخص پر جو (اللہ اور اس کے بندوں سے) قریب ہے۔ ان سے نرم سلوک کرتا ہے۔ ملائمت رکھتا ہے اور ان کے لیے سہولت مہیا کرتا ہے"۔[10]

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا :

من كان في حاجة اخيه كان الله في حاجته، ومن فرج عن مسلم كربة فرج الله عنه كربة من كربات يوم القيامة۔[11]

جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کی ایک مصیبت کو دور کرے، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک بڑی مصیبت کو دور فرمائے گا۔

حضرت زیدؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا :

سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ ۔[12]

قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔

وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ۔[13]

اللہ اپنے بندے کی مدد میں اس وقت تک رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ :"اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کو اس نے اپنی خاص نعمتوں سے نوازا ہے تا کہ وہ اللہ کے بندوں کو اپنے مال سے نفع پہنچائیں اور جب تک وہ اللہ کے بندوں کو نفع پہنچاتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ بھی انہیں مزید نعمتوں سے نوازتا رہے گا اور جب وہ خدا کے بندوں کو محروم کر دیں گے تو اللہ بھی ان سے اپنی نعمتیں ختم فرمالیتا ہے اور ان کی جگہ دوسرے بندوں کو عطاء فرمادیتا ہے"۔[14]

جیسا کہ صحابہ اکرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نبی کریم ﷺ کے کہنے پر اپنی جان و مال اپنے مسلمان بھائیوں پر نچھاور کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے، اسی طرح آج ہمیں بھی اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔

ہمیں غور کرنا چاہئے کہ رشتہ داروں، غرباء و مساکین، ہمسایوں اور ملازمین کے ساتھ ہمارا برتاؤ کیسا ہے۔ کہیں ہم اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی کرکے جہنم کا ایدھن بننے کی تیاری تو نہیں کر رہے۔ آج ہمیں خود کو نکھارنے، اور اپنے اندر اعلیٰ اوصاف پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اپنے لئے تو سبھی جیتے ہیں، کیوں نہ دوسروں کے لئے جیا جائے، دوسروں کی مشکلات و مسائل کو محسوس کرتے ہوئے ان کا ہاتھ بٹایا جائے۔

ہماری مدد و معاونت سے اگر کسی کی جان بچ سکتی ہے، کسی کی مشکل آسان ہو سکتی ہے، کسی مجبور کا علاج ہو سکتا ہے، کسی کے حصول رزق میں معاونت ہو سکتی ہے، کسی مجبور کی بیٹی کی شادی ہو سکتی ہے، کسی کے بچوں کا طرز زندگی بہتر

ہو سکتا ہے، کسی کو حصول علم میں مدد دی جاسکتی ہے تو یہ ہمارے لئے باعث اعزاز اور باعث راحت ہے۔ لہٰذا ہمیں زندگی کو اس انداز سے گزارنا چاہیے تاکہ دین و دنیا میں کامیابی کے ساتھ ساتھ قلبی اطمینان بھی ہمیں حاصل ہو۔ خواجہ میر درد کہتا ہے کہ:

خدمت خلق کے لئے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں[15]

اور علامہ محمد اقبال کہتے ہیں کہ:

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں[16]

مال و دولت اگر صحیح مصرف، صحیح مقام اور مناسب موقع پر خرچ ہو تو اُس کی قدر و منزلت غیر متناہی ہو جاتی ہے۔ روٹی کا ایک ٹکڑا اشدتِ گرسنگی (شدید بھوک) کی حالت میں خوانِ نعمت ہے، لیکن آسودگی کی حالت میں ''الوانِ نعمت'' بھی بے حقیقت شئے بن جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فتح مکہ سے پہلے جن لوگوں نے اپنی جان و مال سے رسول اللہ ﷺ کی اعانت و مدد کی تھی، ان کو قرآن مجید نے مخصوص عظمت وفضیلت کا مستحق قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔[17]

تم میں سے کوئی برابری نہیں کر سکتا، اُن کی جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے (راہِ خدا میں) مال خرچ کیا اور جہاد کیا، اُن کا درجہ بہت بڑا ہے، ان سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کیا اور جہاد کیا، اور سب کے ساتھ اللہ نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے بہ خوبی خبردار ہے۔

دوسروں کو نفع پہنچانا اسلام کی روح اور ایمان کا تقاضا ہے اور ایک سچے مسلمان کی یہ نشانی ہے کہ وہ ایسے کام کرے، جس سے عام لوگوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے، مثلاً رفاہی ادارے، ہسپتال و شفاخانے، تعلیمی ادارے، کنویں اور تالاب اور دارالامان وغیرہ بنانا، یہ ایسے کام ہیں کہ جن سے مخلوقِ خدا فیض یاب ہوتی ہے اور ان اداروں کے قائم کرنے والوں کے حق میں دعائیں کرتی رہتی ہے اور یہ ایسے ادارے ہیں کہ جو صدقہ جاریہ میں شمار ہوتے ہیں یعنی ان اداروں سے

جو لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں وہ قائم کرنے والے کے حق میں دعا کرتے ہیں اور اس کا اجر و ثواب مرنے کے بعد بھی اس شخص کو ملتا ہے اور اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ طریقہ تھا کہ ضرورت مند لوگوں کے چھوٹے موٹے کام اپنے ہاتھ سے کر دیا کرتے تھے۔ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں کے کام بھی آتے تھے۔۔ایک بوڑھی یہودیہ عورت کی خدمت کرنے کا واقعہ احادیث میں موجود ہے۔اسی طرح آپ ﷺ اپنے پڑوسیوں کی دیکھ بھال اور تیمار داری بھی فرماتے تھے۔ایک مرتبہ حبشہ سے نجاشی بادشاہ کے کچھ مہمان مدینہ منورہ آئے۔ صحابہ کرام کی خواہش تھی کہ مہمانوں کی خدمت اور مہمان نوازی وہ کریں لیکن حضور سید عالم ﷺ نے خود اپنے ہاتھوں سے ان کی خدمت اور خاطر مدارت کی اور فرمایا کہ: ''ان لوگوں نے میرے ساتھیوں (مہاجرین حبشہ) کی خدمت کی ہے اس لئے میں خود ان کی خدمت کروں گا''۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ عادتِ مبارکہ تھی کہ جس مسلمان کو کفار کے ہاتھ میں غلام یا قیدی کی حالت میں دیکھتے تو اُس کو خرید کر آزاد کر دیتے تھے اور یہ لوگ عموماً کمزور اور ضعیف ہوتے تھے۔[18]

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظمت و شان اور رعب و دبدبہ کا ایک طرف تو یہ حال تھا کہ محض آپ کے نام سے ہی قیصر و کسریٰ ایسی عظیم الشان سلطنت کے ایوان حکومت و اقتدار میں لرزہ پیدا ہو جاتا تھا اور دوسری طرف خدمت خلق کا یہ عالم ہے کہ کندھے پر مشکیزہ رکھ کر بیوہ عورتوں کیلئے آپ پانی بھرتے ہیں۔ مجاہدین اسلام کے اہل و عیال کا بازار سے سودا سلف خرید کر لادیتے ہیں اور پھر اسی حالت میں تھک کر مسجد نبوی ﷺ کے کسی گوشہ میں فرشِ خاک پر لیٹ کر آرام فرماتے ہیں۔

ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ صدقہ کے اونٹوں کے بدن پر تیل مل رہے تھے کہ ایک شخص نے کہا: اے امیر المومنین! یہ کام کسی غلام سے لے لیا ہوتا، آپ کیوں اتنی محنت و مشقت کرتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے بڑھ کر اور کون غلام ہو سکتا ہے، جو شخص مسلمانوں کا والی ہے وہ درحقیقت ان کا غلام بھی ہے[19]۔

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (متوفی 561ھ/1166ء) فرماتے ہیں کہ: ''اگر مجھے دنیا کے تمام خزانوں کا مال اور دولت مل جائے تو میں آن کی آن میں سب مال و دولت فقیروں، مسکینوں اور حاجت مندوں میں بانٹ دوں۔اور فرمایا کہ

امیروں اور دولت مندوں کے ساتھ بیٹھنے کی خواہش تو ہر شخص کرتا ہے لیکن حقیقی مسرت اور سعادت انہی کو حاصل ہوتی ہے جن کو مسکینوں کی ہم نشینی کی آرزو رہتی ہے''۔[20]

حضرت سید علی ہجویریؒ (متوفی 465ھ/1074) اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''کشف المحجوب'' میں فرماتے ہیں کہ: ''ایک مرتبہ میں عراق میں دنیا کو حاصل کرنے اور اسے (حاجت مندوں میں) لٹا دینے میں پوری طرح مشغول تھا، جس کی وجہ سے میں بہت قرض دار ہو گیا جس کسی کو بھی کسی چیز کی ضرورت ہوتی، وہ میری طرف ہی رجوع کرتا اور میں اس فکر میں رہتا کہ سب کی آرزو کیسے پوری کروں۔ اندریں حالات ایک عراقی شیخ نے مجھے لکھا کہ اے عظیم فرزند! اگر ممکن ہو تو دوسروں کی حاجت ضرور پوری کیا کرو مگر سب کیلئے اپنا دل پریشان بھی نہیں کیا کرو کیوں کہ اللہ رب العلمین ہی حقیقی حاجت روا ہے اور وہ اپنے بندوں کیلئے خود ہی کافی ہے''۔[21]

ہمدردی اور احترام انسانیت جس کا ہمارا دین مطالبہ کرتا ہے، وہ ایک معاشرتی اصلاح کا کامیاب نسخہ ہے، جس کی بدولت معاشرے کے افراد ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں جس کے نتیجے میں ایک اسلامی و فلاحی معاشرہ تشکیل پاتا ہے اور امن و سکون کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ بقول شاعر مشرق علامہ محمد اقبال!

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ[22]

رحمت دو عالم ﷺ نے انسانوں کو باہمی ہمدردی اور خدمت گزاری کا سبق دیا۔ طاقتوروں کو کمزوروں پر رحم و مہربانی اور امیروں کو غریبوں کی امداد کرنے کی تاکید و تلقین فرمائی، مظلوموں اور حاجت مندوں کی فریادرسی کی تاکید فرمائی، یتیموں، مسکینوں اور لاوارثوں کی کفالت اور سرپرستی کا حکم فرمایا ہے۔ کسی انسان کے دکھ درد کو بانٹنا حصولِ جنت کا ذریعہ ہے، کسی زخمی دل پر محبت و شفقت کا مرہم رکھنا اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے، کسی مقروض کے ساتھ تعاون کرنا اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کو حاصل کرنے کا ایک بڑا سبب ہے، کسی بیمار کی عیادت کرنا مسلمان کا حق بھی ہے اور سنت رسول ﷺ بھی ہے، کسی بھوکے کو کھانا کھلانا عظیم نیکی اور ایمان کی علامت ہے۔ دوسروں کے کام آنا ہی اصل زندگی ہے، اپنے لئے تو سب جیتے ہیں، کامل انسان تو وہ ہے، جو اللہ کے بندوں اور اپنے بھائیوں کے لئے جیتا ہو۔ علامہ اقبال کے الفاظ میں:

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے

آتے ہیں جو کام دوسروں کے [23]

دوسروں کو نفع پہنچانا اسلام کی روح اور ایمان کا تقاضا ہے۔ایک اچھے مسلمان کی یہ خوبی ہے کہ وہ ایسے کام کرتا ہے جو دوسرے انسانوں کے لئے فائدہ مند ہوں۔اس نیکی کے ذریعے صرف لوگوں میں عزت واحترام ہی نہیں پاتا بلکہ اللہ تعالی کے ہاں بھی درجات حاصل کر لیتا ہے۔پس شفقت و محبت، رحم و کرم، خوش اخلاقی، غمخواری و غمگساری خیر و بھلائی، ہمدردی، عفو و درگزر، حسن سلوک، امداد و اعانت اور خدمت خلق ایک بہترین انسان کی وہ عظیم صفاتہیں کہ جن کی بہ دولت وہ دین و دنیا اور آخرت میں کامیاب اور سرخرو ہو سکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ ضرورت مندوں اور محتاجوں پر خرچ کرنا،ان کی ضروریات پوری کرنا، بڑے اجر و ثواب کا موجب ہے،اس میں عقیدہ اور دین و مذہب کا فرق نہیں رکھا گیا ہے، محتاج شخص مسلمان ہو یا غیر مسلم، مشرک ہو یا اہل کتاب، رشتے دار ہو یا غیر رشتے دار، ہر ایک پر خرچ کرنے کا جذبہ باعث اجر ہے۔خدمتخلق میں مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں،اگر کوئی غیر مسلم ہمدردی اور مدد کا مستحق ہو تو اس کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ وہ بھی اللہ کا بندہ ہے۔یہی حکم الٰہی اور سنت نبوی ﷺ ہے۔

حوالہ جات وحواشی

[1]سورۃ البقرۃ، آیت 177

[2]محمد بن عبداللہ الخطیب الطبریزی، مشکوٰۃ المصابیح، مکتبۃ العلم، لاہور، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق

[3]سورۃ الحشر، آیت 9

[4]سورۃ اللیل: آیت 5-7

[5]سورۃ آل عمران: آیت 29

[6]سورۃ الدھر، آیت 8

[7]ابوداؤد سلیمان ابن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الرحمۃ

[8]ابو عیسیٰ محمد بن عیسی الترمذی، جامع ترمذی، کتاب الجہاد عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی الاستفتاح بصعالیک المسلمین

[9]امام ابو بکر احمد بن الحسین بیہقی، شعب الایمان،، دار الکتب العلمیہ بیروت، 1410ھ، طبع اول، ج6، ص481

[10]جامع ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، حدیث نمبر2412/ مسند احمد، حدیث نمبر3742

[11]ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب لا یظلم المسلم المسلم

[12]الجہاد لابن المبارک، الدار التونسیہ، تیونس، 1972ء، ج1، ص159

[13]احمد بن حنبل، مسند احمد، دار العلم، بیروت، حدیث 7421

[14]محمد بن عبد اللہ الخطیب الطبریزی، مشکوۃ المصابیح، مکتبۃ العلم، لاہور

[15]خواجہ میر درد، (1720ء-7 جنوری 1785ء) اردو کے مشہور شاعر تھے، خواجہ میر درد کو صوفیانہ شاعری کا امام بھی کہا جاتا ہے۔

[16]علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، 2014ء

[17]سورۃ الحدید: آیت10

[18]تاریخ الخلفاء، تفسیر ضیاء القرآن، تفسیر مظہری

[19]علی متقی بن حسام الدین بن عبد الملک بن قاضی خان متقی جونپوری شاذلی چشتی الاصل برہانپوری، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال

[20]شیخ عبد القادر جیلانیؒ، مترجم حافظ مبشر حسین لاہوری، غنیۃ الطالبین، فرید بک سٹال، لاہور

[21]سید علی ہجویری داتا گنج بخشؒ، کشف المحجوب، نوری بکس، لاہور

[22]علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال، بڑھے بلوچ کی نصیحت بیٹے کو، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، 2014ء

[23]ایضا، کلیات اقبال، بانگ درا، ص35